مسلح تصادم کے دوران ومابعد غیر مقاتلین کے حقوق

The rights of non-combatants during and after an armed conflict

ڈاکٹر رشید احمد*

ABSTRACT:

Islam is a religion of peace and values the sanctity of life and blood. It clearly prohibits unlawful killing. However, it is also a fact that observing this rule is very difficult during an armed conflict but still Islam has laid down clear injunctions about this. It has divided the belligerent groups into combatants and non-combatants and the rights of each one has been mentioned. In this article the later has been discussed. In this regard verses from the Holy Qura'n , Traditions of the Prophet (PBUH) and views of the jurists have been quoted. All of them guarantee sanctity of life of non-combatants. At the end, relevant articles of the International Humanitarian Law (IHL) have also been quoted, which are in consonance with the teachings of Islam.

تمہید:

اللہ تعالی کی مخلوقات میں انسان ایک امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ بیک وقت یہ بہیمی اور ملکوتی دونوں صفات کا حامل ہے۔ دونوں صفات کے امتزاج سے انسان تشکیل پاتا ہے۔ درحقیقت انسان تمام کائنات کا مقصود ہے۔ اور اس کی خاطر یہ سب کچھ پیدا کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے انسان کی خاطر تمام قوتوں کو مسخر کر دیا ہے۔ اب یہ انسان کا کام ہے کہ انسان ان کے ذریعے اپنے رب کو سمجھے اور اپنی ترقی و تکمیل کرے۔ اس لئے یہ اس کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ دنیا کو ایک بہتر جگہ بنائے اس سے ظلم کو دور کرے امن قائم کرے اور اپنی آخرت بہتر بنائے۔[1]

---

*اسسٹنٹ پروفیسر شیخ زاید اسلامک سنٹر، یونیورسٹی آف پشاور۔

ظلم کو دور کرنا اور امن کا قیام ایک مسلمان کا اولین فریضہ ہے۔ کیونکہ لفظ اسلام خود اس کا متقاضی ہے۔ جس کا معنی ہی امن اور سلامتی ہے۔ اللہ تعالی کے اسمائے حسنہ میں ایک نام السلام ہے۔ جس کا معنی سلامتی ہے اور ایک اور نام المؤمن یعنی امن دینے والا۔ جبکہ اللہ تعالی نے اپنے رسول ﷺ کو رحمت اللعالمین کے لقب سے پکارا۔ اور سلامتی کا اظہار ایک مسلمان السلام علیکم سے کرتا ہے۔ یعنی میں آپ کو امن پیش کرتا ہوں۔ اور احادیث میں بھی سلام کو عام کرنے کی فضیلت آئی ہے۔

بہر حال یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ دنیا میں بسنے والے انسان ایک جیسے نہیں ہیں۔ ان میں اچھے بھی ہیں اور برے بھی۔ جبکہ خیر وشر کی کشمکش کا سلسلہ حضرت آدمؑ کے زمانے سے شروع ہوا جب آپؑ کے ایک بیٹے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا اور ظلم کا دور شروع ہوا۔ کوئی بھی معاشرہ ایسا نہیں ہے کہ وہاں کوئی نہ کوئی فکری یا مسلح تصادم نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ دین اسلام ہمیں ہر ایک کے دفع کرنے کا طریقہ وسلیقہ سکھاتا ہے۔ جہاں تک مسلح تصادم کا تعلق ہے تو اسلام سے پہلے بھی جنگیں ہوا کرتی تھیں۔ لیکن اس وقت مقاصد جنگ کچھ اور تھے مثلا مال غنیمت کا شوق، ذاتی تفاخر انتقام وغیرہ۔ لیکن اسلام نے نہ صرف مقاصد جنگ کی تطہیر کی بلکہ طریق جنگ کو بھی ایک قانون وضابطہ کے تحت لے آیا۔

اس حوالے سے زیر نظر مقالہ کے درج ذیل بنیادی حصے ہیں۔

پہلے حصے میں مختصراً جہاد اور اس کے اسلامی تصور پر مختصر بحث کی جائے گی اور دوسرے حصے میں جنگ کے دوران غیر مقاتلین پر حملے کی ممانعت کے حوالے سے اسلامی تعلیمات پر بحث ہو گی۔

جہاد کی لغوی واصلاحی تعریف:

جہاد عربی زبان کا لفظ ہے۔ اور جہد سے نکلا ہے۔ جس کا معنی ہے۔ سخت کوشش کرنا۔[۲] جبکہ اصطلاح میں اعلائے کلمتہ اللہ کے لیے ہر کوشش کا نام جہاد ہے اور اس کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں۔ مثلاً کبھی قلم سے اور کبھی قتال کی صورت میں۔ تاہم اسلامی شریعت نے ہر ایک کے ضوابط کا تعین کیا ہے۔

قرآن پاک میں جہاد دو معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ایک عام معنی لئے ہوئے ہیں جس پر اللہ کی رضا کے لئے ہر کوشش کا نام جہاد ہے۔ اور دوسرے معنی قتال کے ہیں۔

اللہ تعالی فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللَّهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ"[۳]

"اور ان لوگوں کا مذاق اڑاتے ہیں جن کے پاس راہ خدا میں دینے کے لئےاس کے سوا کچھ نہیں ہے جو اپنے اوپر مشقت برداشت کرکے دیتے ہیں۔اللہ ان مذاق اڑانے والوں کا مذاق اڑاتا ہے اور ان کے لئےدردناک سزا ہے۔"

انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ [۴]

"نکلو خواہ ہلکے ہو یا بوجھل اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے"

ایک اور جگہ ارشاد خداوندی ہے۔

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا [۵]

"مسلمانوں میں وہ لوگ جو کسی معذوری کے بغیر گھر بیٹھے رہتے ہیں اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں جان ومال سے جہاد کرتے ہیں، دونوں کی حیثیت یکساں نہیں ہے، اللہ نے بیٹھنے والوں کی نسبت جان ومال سے جہاد کرنے والوں کا درجہ بڑا رکھا ہے۔اگرچہ اللہ نے ہر ایک کے لئے بھلائی ہی کا وعدہ فرما یا،مگر اس کے ہاں مجاہدوں کی خدمات کا اجر بیٹھنے والوں سے زیادہ ہے"

فرمایا:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَكُمْ" [۶]

تمھیں جنگ کا حکم دیا گیا ہے اور وہ تمہیں ناگوار ہے

وَجَاهِدْهُمْ بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا [۷]

"اور اس قرآن کو لے کر ان کے ساتھ جہاد کرو"

یہاں جہاد کبیر تین معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ایک انتہائی کوشش جس میں آدمی سعی وکاوش وجان فشانی کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرے۔دوسرے بڑے پیمانے پر جدو جہد جس میں آدمی کوشش کا کوئی پہلو اور مقابلے کا کوئی محاذ نہ چھوڑے۔جس محاذ پر باطل کی طاقتیں کام کر رہی ہیں اس پر اپنی طاقت بھی لگا دے،اور جس جس پہلو سے بھی حق کی سربلندی کے لئے کام کرنے کی ضرورت ہو کرے۔اس میں زبان و قلم کا جہاد بھی شامل ہے اور جان ومال کا بھی اور توپ و تفنگ کا بھی۔[۸]

مقصد جہاد:

جہاد کا مقصد اعلاء کلمۃ اللہ اور فتنہ کا استیصال ہے اور جب اعلائے کلمۃ اللہ ہو گا تو اس سے فتنہ (PERSECUTION) کمزوروں پر ظلم، جبر و استبداد کے ساتھ حق کو دبانا، قبول حق سے روکنا، لوگوں کو حق کے خلاف کرنا اور گمراہ کرنا، غیر حق کے لئے جنگ کرنا اور ناجائز اغراض کے لئے قتل وخون اور جھتہ بندی جیسے جرائم کا استیصال ہو گا۔[۹]

مسلح جہاد:

جب مسلمانوں کے لئے جہاد کا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔ تو اس مرحلہ پر بھی رسول ﷺ کا اسوۂ یہ ہے کہ جتنا ممکن ہو جنگ سے بچا جائے۔ اور اگر بچنا ناممکن ہو تو پھر یہ بھرپور کوشش ہونی چاہئے کہ خونریزی کم سے کم ہو۔ مسلح تصادم کے حوالے سے مسلمان فقہاء نے گراں قدر خدمات سرانجام دیئے ہیں۔

اس حوالے سے السیر کے نام سے پورا لٹریچر موجود ہے۔ جس میں مسلح تصادم کے حوالے سے احکامات موجود ہیں۔

ایک اسلامی ریاست کا مسلح تصادم دیگر غیر اسلامی ریاست سے بھی ہو سکتا ہے اور خود اسلامی ریاست کے اندر باغیوں کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔

ہر دو صورتوں میں اسلام اس امر کا لحاظ رکھتا ہے کہ اہل قتال اور غیر قتال کے درمیان امتیاز رکھا جائے۔ مثلاً اسلام نے اہل قتال کے حوالے سے مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھنا لازمی کر رکھا ہے۔

۱۔ جنگ سے پہلے ضروری ہے کہ ان کو اسلام پیش کیا جائے اگر اسلام قبول نہ کرے تو بحیثیت ذمی، اسلامی ریاست کے شہری ہونا پیش کیا جائے جبکہ مسلح تصادم آخری چارہ ہو۔
۲۔ غفلت میں حملہ نہ کیا جائے۔
۳۔ آگ میں نہ جلایا جائے۔
۴۔ قتل صبر سے ممانعت کی گئی۔
۵۔ لوٹ مار کی ممانعت۔
۶۔ تباہ کاری کی ممانعت۔
۷۔ مثلہ کی ممانعت۔
۸۔ قتل اسیر کی ممانعت۔

۹۔ قتل سفیر کی ممانعت۔
۱۰۔ بد نظمی وانتشار کی ممانعت۔
۱۱۔ شور وغوغا کی ممانعت۔"[۱۰]

غیر مقاتلین پر حملے کی ممانعت:

محاربین کے دو طبقے ہیں:
اہل قتال اور غیر اہل قتال۔

اہل قتال کے حقوق وفرائض کا ذکر کتب فقہ میں مفصلاً مذکور ہیں۔اہل قتال سے مراد وہ لوگ ہیں جو عملاً جنگ میں حصہ لیتے ہیں جبکہ غیر اہل قتال سے مراد وہ لوگ ہیں جو عملاً جنگ میں حصہ نہیں لیتے۔ان میں عام طور پر عورتیں، بچے، بوڑھے، بیمار، زخمی، اندھے، مجنون، خانقاہ نشین زاہد، مندروں کے مجاور اور ایسے دوسرے بے ضرر لوگ ہیں۔

اس حوالے سے ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب فرماتے ہیں۔

"اس بات پر بھی مسلمانوں کے تمام گروہ اور فقہاء متفق ہیں اور اس میں کسی قابل ذکر فقیہ کا کوئی اختلاف نہیں کہ جب میدان جنگ میں مسلمان پہنچ جائیں اور جنگ کی نوبت آجائے تو صرف ان لوگوں پر تلوار اٹھانا اور حملہ کرنا جائز ہے جو عملاً جنگ میں حصہ لے رہے ہوں، غیر مقاتلین کو قتل کرنا، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی ہدایات جنگ سے واضح ہوتا ہے۔ان ہدایات پر عمل پیرا ہونا جنگ کی شدت کے دوران بالخصوص اس زمانے کی دست بدست جنگ میں جتنا مشکل کام تھا ظاہر ہے۔ایسی صورتحال میں کہ دشمن کے ملک میں فوج داخل ہو گئی ہو اور معرکہ عام شروع ہو گیا ہو اس میں کسی کو یہ تمیز نہیں رہتی کہ کون جنگ کرنے آیا ہے اور کون جنگ کرنے نہیں آیا جو شخص تلوار نہیں اٹھاتا، چاہے وہ دشمن فوج کے ساتھ ہو، چاہے وہ دشمن ملک کا آدمی ہو،اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔جو لوگ مذہبی طور پر تارک دنیا ہیں اور اپنے مندروں، گرجوں اور عبادت خانوں میں رہتے ہیں ان کو قتل نہیں کیا جائے گا۔نابینا کو قتل نہ کیا جائے خانہ بدوشوں اور سیاحوں کو قتل نہ کیا جائے گا۔ایسے بوڑھے کو جو جنگ میں حصہ نہ لے سکے، قتل نہیں کیا جائے گا۔ کسی بے عقل اور بے وقوف آدمی جس کی عقل درست نہیں قتل نہیں کیا جائے گا۔ عورت۔بچے، بیمار، معذور اور اپاہج کو قتل نہیں کیا جائے گا۔البتہ ان ہدایات میں استثنیٰ ہے، وہ یہ کہ اگر ان میں سے کوئی کسی طور پر بھی جنگ میں ہو تو حملے کی زد میں آسکتا ہے اور قتل کیا جاسکتا ہے۔"

ایک مرتبہ میدان جنگ میں رسول ﷺ نے ایک عورت کی لاش پڑی دیکھی۔ ناراض ہو کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ؛"ما کانت هذه تقاتل فيمن يقاتل"، یہ تو لڑنے والوں میں شامل نہ تھی۔ پھر سالار فوج حضرت خالد بن ولیدؓ کو کہلا بھیجا لا تقتلن امراة ولا عسيفاً. یعنی عورتوں اور اجیر کو ہرگز قتل نہ کرو۔ ایک دوسری روایت کے مطابق اس کے بعد آپ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل کی عام ممانعت فرما دی تھی۔

فَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ"[۱۲]

البتہ فقہائے کرام نے عورتوں کے بارے میں لکھا ہے:'و ان قا تلن قتلن للد فع ''یعنی اگر دشمن کی عورتیں جنگ میں لڑ رہی ہوں تو ان کو اپنے دفاع کی خاطر قتل کیا جا سکتا ہے۔"[۱۳]

نیز مقاتلین کے حوالے سے ایک دفعہ رسول ﷺ نے فرمایا:

وَلَا تَقْتُلُوا شَيْخًا فَانِيًا وَلَا طِفْلًا وَلَا صَغِيرًا وَلَا امْرَأَةً، وَلَا تَغُلُّوا، وَضُمُّوا غَنَائِمَكُمْ، وَأَصْلِحُوا وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ"[۱۴]

"اور نہ کسی بوڑھے ضعیف کو قتل کرو، نہ چھوٹے بچے کو اور نہ عورت کو۔ مال غنیمت میں چوری نہ کرو جنگ میں جو کچھ ہاتھ آئے سب ایک جگہ جمع کرو۔ نیکی واحسان کرو کیونکہ اللہ تعالی محسنوں کو پسند کرتا ہے"

اس طرح فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے پہلے سے ہدایت فرما دی کہ نہ کسی زخمی پر حملہ کرنا، جو کوئی جان بچا کر بھاگے اس کا پیچھا نہ کرنا اور جو کوئی اپنا دروازہ بند کر کے بیٹھ جائے اس کو امان دینا۔

ابن عباسؓ سے روایت کہ رسول ﷺ جب کہیں فوج بھیجتے تھے تو ہدایت کر دیتے تھے کہ معابد کے بے قصور خادموں اور خانقاہ نشین زاہدوں کو قتل نہ کرنا ''لَا تَقْتُلُوا أَصْحَابَ الصَّوَامِعِ''۔[۱۵]

خلیفہ اول حضرت ابو بکرؓ نے جب شام کی طرف فوجیں روانہ کیں تو ان کو دس ہدایات دی تھیں۔

۱۔ عورتیں، بچے، اور بوڑھے قتل نہ کئے جائیں۔
۲۔ مثلہ نہ کیا جائے۔
۳۔ راہبوں اور عابدوں کو نہ ستایا جائے اور نہ ان کے معابد مسمار کئے جائیں۔
۴۔ کوئی پھل دار درخت نہ کاٹا جائے نہ کھیتیاں جلائی جائیں۔
۵۔ جانوروں کو ہلاک نہ کیا جائے۔

۶۔　آبادیاں ویران نہ کی جائے۔

۷۔　بد عہدی سے ہر حال میں احتراز کیا جائے۔

۸۔　جو لوگ اطاعت کرے ان کی جان مال کا اسی طرح احترام کیا جائے جو مسلمانوں کی جان و مال کا ہے۔

۹۔　مال غنیمت میں خیانت نہ کی جائے۔

۱۰۔　جنگ میں پیٹھ نہ پھیری جائے۔[۱۶]

دوران جنگ غیر مقاتل کی ایک صورت یہ بھی بن سکتی ہے کہ جب کسی محارب سپاہی کو شبہ ہو جائے کہ اسے امان دی گئی اور وہ امان دینے والا مسلمان ہو، مسلمانوں کی فوج کا کوئی غیر مسلم سپاہی ہو، وہ اپنے مقام و منصب کے اعتبار سے کوئی عام سپاہی ہو یا سپہ سالار ہو۔ اگر اس نے دشمن کے کسی سپاہی کو امان دے دی، بلکہ اس کی طرف سے محض امان دیئے جانے کا تاثر بھی دیا گیا اور اس تاثر کے نتیجے میں دشمن کے کسی سپاہی نے ہتھیار ڈال دیا تو پھر اس کو کسی صورت میں بھی قتل کرنا جائز نہیں ہو گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ ہمارے کسی سپاہی نے کسی غیر مسلم (ایرانی) سے کہا ہے، مترس، یعنی مت ڈرو اور اسے قتل کر دیا تو میں اس کے خلاف مقدمہ چلاؤں گا اور اس کو قصاص میں قتل کر دوں گا۔[۱۷]

جنگ کے بعد اسیران کا مسئلہ بھی غیر مقاتلین کے زمرے میں آتا ہے۔ اگرچہ حالت جنگ میں ان کو قتل کرنا جائز ہے لیکن ایک دفعہ جب وہ قیدی بن جائیں تو پھر نہ صرف ان کے قتل کی ممانعت وارد ہوئی ہے بلکہ ان کے ساتھ انتہائی نرمی وملاطفت کا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا - إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا - إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا"[۱۸]

وہ خاص اللہ کی خوشنودی کے لئے مسکین اور یتیم اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں۔ کسی جزا یا شکریہ کے خواستگار نہیں ہیں، ہم تو صرف اس تنگی کے دن سے ڈرتے ہیں جس میں شدت تکلیف سے چہرے بگڑ جائیں گے۔"

غزوہ بدر میں جب قیدی پکڑے گئے تھے تو رسول ﷺ نے ان کے ساتھ فیاضی کا برتاؤ کیا۔ اور صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ تو انہوں نے آپ ﷺ کے اس حکم کی تعمیل میں

اچھے سے اچھا کھانا دیا، خود کھجور کھاتے تھے اور قیدیوں کو سالن کھلاتے تھے۔ قیدیوں کے پاس جب اپنے کپڑے نہ رہے تو رسول ﷺ نے اپنے پاس سے کپڑے پہنائے۔ حالانکہ یہ وہ وقت تھا کہ مسلمان خود بہت محتاج تھے۔[19]

اختتام جنگ پر مفتوحین کی دو قسمیں بن جاتی ہیں:

۱۔ معاہدین۔

۲۔ غیر معاہدین۔

جہاں تک معاہدین کا تعلق ہے تو اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو جنگ سے پہلے یا دوران جنگ اطاعت قبول کرنے پر راضی ہو جائیں اور اسلامی ریاست سے شرائط طے کر لیں۔ تو اس صورت میں اسلامی قانون کے مطابق تمام معاملات ان شرائط کے مطابق کئے جائیں گے جو ان سے طے ہوئی ہیں:

رسول ﷺ نے فرمایا:

«لَعَلَّكُمْ تُقَاتِلُونَ قَوْمًا، فَتَظْهَرُونَ عَلَيْهِمْ، فَيَتَّقُونَكُمْ بِأَمْوَالِهِمْ دُونَ أَنْفُسِهِمْ، وَأَبْنَائِهِمْ» ، قَالَ سَعِيدٌ فِي حَدِيثِهِ: «فَيُصَالِحُونَكُمْ عَلَى صُلْحٍ، ثُمَّ اتَّفَقَا، فَلَا تُصِيبُوا مِنْهُمْ شَيْئًا فَوْقَ ذَلِكَ فَإِنَّهُ لَا يَصْلُحُ لَكُمْ»"۔[20]

"اگر تم کسی قوم سے لڑو اور اس پر غالب آجاؤ اور وہ قوم اپنی اور اپنی اولاد کی جان بچانے کے لئے تم کو خراج دے تو منظور کر لو (ایک دوسری حدیث میں ہے کہ تم سے ایک صلح نامہ طے کر لیں اور متفق ہو جائے) تو پھر تم اس مقرر خراج سے ایک حبہ بھی زائد نہ لینا کیونکہ وہ تمھارے لئے درست نہ ہوگا۔

ایک اور حدیث میں ہے:

«أَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا، أَوِ انْتَقَصَهُ، أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ، أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيبِ نَفْسٍ، فَأَنَا حَجِيجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»۔[21]

"خبردار! جو شخص کسی معاہد پر ظلم کرے گا یا اس کے حقوق میں کمی کرے گا یا اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ ڈالے گا یا اس سے کوئی چیز اس کی مرضی کے خلاف وصول کرے گا اس کے خلاف قیامت کے دن میں خود مستغیث بنوں گا۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانہ میں اہل حیرہ کے ساتھ جو معاہدہ ہوا اس کے الفاظ یہ ہے:

لَا يَهْدِمَ لَهُمْ بَيْعَةً وَلا كَنِيسَةً وَلا قَصْرًا مِنْ قُصُورِهِمُ الَّتِي كَانُوا يَتَحَصَّنُونَ فِيهَا إِذَا نَزَلَ بِهِمْ عَدُوٌّ لَهُمْ، وَلَا يمنعون مَنْ ضَرْبِ النَّوَاقِيسِ وَلا مِنْ إِخْرَاجِ الصُّلْبَانِ فِي يَوْمِ عِيدِهِمْ،"۔[22]

ان کا کوئی معبد اور گرجا منہدم نہ کیا جائے گا، نہ ان قلعوں میں سے کوئی قلعہ توڑا جائے گا جن میں وہ اپنے دشمنوں سے بچاؤ کے لئے پناہ گزین ہوا کرتے تھے نہ انہیں ناقوس بجانے سے روکا جائے گا اور نہ ان کو عید کے دن صلیبیں نکالنے سے منع کیا جائے گا۔

حضرت عمرؓ نے اہل بیت مقدس کو جو صلح نامہ لکھ کر دیا تھا اس کے الفاظ یہ ہیں:

"أعطاهم أمانا لأنفسهم وأموالهم، ولكنائسهم وصلبانهم، وسقيمها وبريئها وسائر ملتها، أنه لا تسكن كنائسهم ولا تهدم، ولا ينتقص منها ولا من حيزها، ولا من صليبهم، ولا من شيء من أموالهم، ولا يكرهون على دينهم، ولا يضار أحد منه" ۲۳

" ان کو امان دی ان کی جان و مال اور ان کی کلیساوں اور صلیبوں اور ان کے تندرستوں اور بیماروں کے لئے۔ یہ امان ایلیا کی ساری ملت کے لئے ہے۔ عہد کیا جاتا ہے کہ ان کنیسوں کو مسلمانوں کا مسکن نہ بنایا جائے گا۔ نہ ان کو منہدم کیا جائے گا، نہ ان کے احاطوں اور ان کی عمارتوں میں کمی کی جائیگی۔ نہ ان کو صلیبوں اور ان کے اموال میں سے کسی چیز کو نقصان پہنچایا جائے گا"۔

مفتوحین کے بارے میں اسلامی تعلیمات کا مرجح قانون یہ ہے کہ ان کو ذمی بنایا جائے اور ان کو اس حال پر رہنے دیا جائے جس پر وہ جنگ سے پہلے تھے۔

اس قسم کے مفتوحین کو ذمی بنایا جاتا ہے تو ان کو چند حقوق دیئے جاتے ہیں۔ ذیل میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ جب امام ان سے جزیہ قبول کرلے تو ہمیشہ کے لئے عقد ذمہ قائم ہو جائے گا۔ اور ان کی جان ومال کی حفاظت کرنا مسلمانوں پر فرض ہوگا۔

۲۔ عقد ذمہ قائم ہو جانے کے بعد وہ اپنی زمینوں کے مالک ہوں گے۔

۳۔ جزیہ کی مقدار انکی مالی حالت کے لحاظ سے متعین کی جائیگی۔

۴۔ جزیہ صرف ان لوگوں پر لگایا جائے گا جو اہل قتال ہیں۔ غیر اہل قتال مثلاً بچے، عورتیں، مجانین، اندھے، اپاہج، عبادت گاہوں کے خدام، ازکار رفتہ بوڑھے، فقراً اور سنیاسی لوگ، ایسے بیمار جن کی بیماری سال کے ایک بڑے حصے تک ممتد ہو جائے اور لونڈی غلام وغیرہ جزیہ سے مستثنیٰ ہیں۔

۵۔ ذمی کے خون کی قیمت مسلمان کے خون کے برابر ہے۔

۶۔ تعزیرات میں ذمی اور مسلمان کے درجہ مساوی ہے۔

۷۔ دیوانی قانون میں بھی ذمی اور مسلمان کے درمیان کامل مساوات ہے۔

۸۔ ذمی کو زبان یا ہاتھ پاؤں سے تکلیف پہنچانا، گولی مار دینا، مارنا پیٹنا یا اس کی غیبت کرنا اس طرح ناجائز ہے جس طرح مسلمان کے حق میں ناجائز ہے۔

۹۔ ذمیوں کی شخصی معاملات ان کی شریعت (Personal Law) کے مطابق طے کئے جائیں گے۔

۱۰۔ عقد ذمہ مسلمانوں کی جانب سے ابدی لزوم رکھتا ہے، یعنی وہ اسے باندھنے کے بعد توڑ دینے کے مختیار نہیں ہیں، لیکن دوسری جانب ذمیوں کو اختیار ہے کہ جب تک چاہیں اس پر قائم رہیں اور جب چاہیں توڑ دیں۔"[۲۴]

عصر حاضر میں مسلح تصادم کے دوران متاثرین جنگ کی مدد کے لئے کئی ادارے مثلاً بین الاقوامی ریڈ کراس کمیٹی ICRC اور ہلال احمر وغیرہ علمی اور جنگی میدانوں میں مفید خدمات سرانجام دیتے ہیں۔اس حوالے سے بین الاقوامی ریڈ کراس کمیٹی ICRC اسلام آباد، نے ڈاکٹر عبدالغنی عبدالحمید محمود کی کتاب "اسلامی شریعت اور بین الاقوامی انسانی قانون میں مسلح جنگوں کے دوران متاثر ہونے والے افراد کا تحفظ" شائع کی ہے مصنف نے اس کتاب میں موضوع سے انصاف کیا ہے اس کتاب میں انہوں نے بین اا لاقوامی انسانی قانون کا شہریوں کے حقوق کی حفاظت کا حوالہ دیا ہے۔آپ فرماتے ہیں۔

"بین الاقوامی قانون نے داخلی مسلح جنگ کی حالت میں شہریوں کی حفاظت کو بہت اہمیت دی ہے۔ ضمیمہ دوم سال ۱۹۷۷ئ کے باب چہارم میں ان حقوق کا ذکر کرتا ہے۔دفعہ ۱۳ یہ وضاحت کرتی ہے کہ فوجی کاروائیوں کے دوران شہری ہر قسم کے خطرات سے حفاظت کا حق رکھتے ہیں۔ حقوق کی حفاظت کو فعال بنانے کے لئے یہ قانون شہریوں اور ان کی آبادیوں پر ہر قسم کے حملے کو منع کرتا ہے، کسی بھی قسم کے تشدد یا دھمکی جس کا مقصد شہریوں میں خوف وہراس پھیلانا ہو حرام ہے۔ شہریوں کو یہ حقوق اس وقت حاصل ہوں گے جب تک وہ کسی جنگی کاروائی میں شریک نہ ہوں۔

ضمیمہ دوم شہریوں کو ان کی آبادی سے نکالنے کو ممنوع قرار دیتا ہے لیکن اگر اسی میں ان کی بہتری ہے یا فوجی تقاضا ہو تو پھر ان کا نکالنا درست ہوگا۔

ضمیمہ دوم شہریوں کے لئے ضروری اشیاء کی تباہی کو منع کرتا ہے۔ان کو جنگی حکمت عملی کے طور پر بھوکے رکھنا حرام ہے۔اس طرح انجینئرنگ تنصیبات بڑے بڑے کارخانوں میں خطرناک چیزیں جمع ہوتی ہیں مثلاً پانی کے ڈیم، بند، ایٹمی بجلی گھر وغیرہ) ثقافتی اثاثے اور عبادت گاہوں پر حملہ کرنا، ان کو تباہ کرنا جائز نہیں ہے۔

اسی طرح ضمیمے کی دفع نمبر ۱۸ امدادی کاروائی کرنے والی جماعتوں کے احکام پر مشتمل ہے۔ان جماعتوں مثلاًہلال احمر اور صلیب احمر، اسد احمر اور شمس وغیرہ کو کسی بھی جنگی علاقے میں امدادی کاروائی کرنے کے لئے ٹھرنا جائز ہے اس طرح شہریوں کے لئے بھی جائز ہے کہ وہ زخمیوں، مریضوں اور سمندر میں پھنسے ہوئے افراد کی مدد کریں، ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آئیں اور ان کی ہر قسم کی اعانت کو ممکن بنانے کے لئے اقدامات کرنا جائز ہے اس طرح انسانیت کی بنیاد پر بغیر کسی ناجائز امتیاز کے شہریوں کے مفاد کی خاطر اور دوسری جانب کی رضامندی سے ان کی مدد کرنا جائز ہے۔در حقیقت داخلی مسلح جنگ کے متاثرین شہریوں کے لئے بھی تقریباًوہ احکام ہیں جو بین الاقوامی مسلح جنگ کے متاثرین کے لئے موجود ہیں کیونکہ انسانی سلوک اسی کا تقاضا کرتا ہے[۲۵]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب اور صاحب فکر زعماء نے تکریم انسانیت کا درس دیا ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کا کما حقہ ادارک کیا جائے۔اور انسانیت کو صرف مادیات کے بجائے روحانیت کی نظر سے بھی دیکھا جائے تاکہ تکریم انسانیت کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوسکے۔

حواشی وحوالہ جات

[۱]: مرتضیٰ ملک، شاہ ولی اللہ کا فلسفہ، ص، ۱۴۷

[۲]الافریقی، ابن منظور، لسان العرب، مادہ جہد۔

[۳]: التوبہ، ۷۸

[۴]: التوبہ، ۴۱

[۵]: النساء: ۹۵

[۶]: البقرہ: ۲۱۶

[۷]: الفرقان: ۵۲

[۸]: مودودی، مولانا سید ابوالاعلی مودودی، تفہیم القرآن: ۴۵۷: ۳

[۹]: مودودی، مولانا سید ابوالاعلی مودودی، الجہاد فی الاسلام، ص ۱۰۷

[۱۰]: مزید تفصیل کے لئے، وھبہ الزحیلی، بین الاقوامی تعلقات، اسلام اور بین الاقوامی قانون کا تقابلی مطالعہ، ص ۲۵تا ۵۴ اور الجہاد فی الاسلام، ص ۲۲۱تا ۲۳۴۔

[۱۱]: غازی، محمود احمد ڈاکٹر، اسلام کا قانون بین الممالک، ص ۳۳۸

[12]: البخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح، کتاب الجهاد والسیر، باب قتل النساء فی الحرب

[13]: اسلام کا قانون بین الممالک : ۳۹

[14]: ابوداؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، السنن، کتاب الجهاد، باب، فی دعاء المشرکین ۳/۳۷

[15]: ابن ابی شیبه، المصنف، ۶/۴۸۴

[16]: ابن خلدون، علامہ عبدالرحمٰن، کتاب العبر فی دیوان المبتداء والخبر ۲۔ ۴۴۳۔

[17]: البخاری، محمد بن اسماعیل الصحیح، کتاب الجزیته والموادعته، باب، إذا قالو سبأنا ولم یحسنوا، اسلام کا قانون بین الممالک ، ص ۳۴۰۔

[18]: الدھر : ۸:۱۰

[19]: معین الدین شاہ، تاریخ اسلام، ص ۲۴۸

[20]: ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، کتاب الجهاد، باب فی تعشیر أهلالذمة إذااختلفوا ۳/۱۷۰

[21]: ایضاً

[22]: ۔کتاب الخراج لابی یوسف ۱/۱۵۷

[23]: الطبری، التاریخ، ۴/۵۷

[24]: تفصیل کے لئے: کتاب الخراج، امام ابو یوسف : ۳۲ فتح القدیر ابن الهمام، ۹ : ۳۵۹ بدائع الصنائع للکاسانی، ۲/۱۳۷ الجهاد فی الاسلام، ص ۲۸۳

[25]: عبدالغنی عبدالحمید، ڈاکٹر، اسلامی شریعت اور بین الاقوامی انسانی قانون میں مسلح جنگوں کے دوران متاثر ہونے والے افراد کا تحفظ : ۴۰

مصادر و مراجع

۔القرآن الکریم

ابن خلدون، علامہ عبدالرحمٰن، الکتاب العبر و دیوان المبتدأ والخبر، بیروت، دارالفکر، ۱۹۸۸ء -

۔ابن الهمام، کمال الدین محمد بن عبدالواحد، فتح القدیر، بیروت، داراحیاء التراث العربی، ۱۹۸۶ء

ابوداؤد، سلیمان اشعث، السنن، لاہور، اسلامی اکادمی، س،ن۔ -

۔ابویوسف الامام، کتاب الخراج، القاہرہ، المکتبہ الازہریۃ للتراث، س،ن۔

۔البخاری، محمد بن اسماعیل الصحیح، دہلی، اصح المطابع، س ن۔

-عبد الغنی عبد الحمید، ڈاکٹر، اسلامی شریعت اور بین الاقوامی انسانی قانون میں مسلح جنگوں کے دوران متاثر ہونے والے افراد کا تحفظ، مترجمین، محمد منیر، اور محمد مطیع الرحمان، اسلام آباد، انٹر نیشنل کمیٹی فار ریڈ کراس، س،ن۔
-غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، اسلام کا قانون بین الممالک، اسلام آباد، شریعہ اکیڈمی، ۲۰۰۷ء
-الافریقی، ابن منظور، لسان العرب، بیروت، دار صادر، س،ن۔
-الکاسانی، علاؤالدین، ابوبکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کوئٹہ، المکتبہ الحبیبیہ، س،ن۔
-مرتضی ملک، شاہ ولی اللہ کا فلسفہ، لاہور، ملک سنز، س،ن،،
-مودودی، مولانا سید ابوالاعلی، تفہیم القرآن، لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، ۲۰۰۰ء
-مودودی، مولانا سید ابوالاعلی، الجہاد فی الاسلام، لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، ۲۰۰۹ء
-ندوی، شاہ معین الدین، تاریخ اسلام، لاہور، مکتبہ، رحمانیہ، س ن،
-وھبۃ الزحیلی، بین الاقوامی تعلقات، اسلام اور بین الاقوامی قانون کا تقابلی مطالعہ، مترجم، مولانا حکیم اللہ، اسلام آباد، شریعہ اکیڈمی، ۲۰۱۰ء